سرکاری سودی قرضے

از

حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی زید مجدہم

مفتی اعظم ہند

مرتب

محمد فاروق عفا اللہ عنہ

مہتمم جامعہ محمودیہ نوگزہ پیر ہاپوڑ روڈ میرٹھ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

متصل جامعہ عربیہ محمودیہ نوگزہ پیر ہاپوڑ روڈ میرٹھ

فیضانِ حضرت گنگوہی رح

Scanned by CamScanner

سرکاری سودی قرضے

فیضانِ حضرت گنگوہی رح

از

حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی زید مجدہم

مفتی اعظم ہند

مرتب

محمد فاروق عفا اللہ عنہ

مہتمم جامعہ محمودیہ نوگزہ پیر ہاپوڑ روڈ میرٹھ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

متصل جامعہ محمودیہ نوگزہ پیر ہاپوڑ روڈ میرٹھ

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	سرکاری سودی قرضے
تصنیف	حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی زید مجدہم
مرتب	محمد فاروق عفا اللہ عنہ
تعداد	ایکہزار
سن اشاعت	۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۸ء
صفحات	۳۲
کتابت	محمد اجمل قاسمی بجنوری
قیمت	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

متصل جامعہ محمودیہ نوگزہ پیر ہاپوڑ روڈ میرٹھ

Scanned by CamScanner

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

سود کی ملعونیت اور عند اللہ اسکی مبغوضیت و مغضوبیت سورج سے زیادہ روشن اور واضح حقیقت ہے اس سے زیادہ بھیانک اور خطرناک کیا بات ہوگی کہ سود لینا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنگ کرنیکے برابر بتایا گیا ہے اسی کے بارے میں وہ آیت نازل ہوئی جسکو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رح قرآن پاک میں سب سے زیادہ شدید ترین اور خوفناک آیت کہا کرتے تھے کہ سود سے باز نہ آنے کی صورت میں مسلمانوں کو اس آگ کی دھمکی دی گئی ہے جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ دیدہ و دانستہ سود کا ایک درہم (چار آنہ بھر) کھانا حدیث پاک میں چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت قرار دیا گیا ہے اور ایک حدیث پاک میں سود کے ستّر درجے بتائے گئے ہیں اور ان میں ادنیٰ درجہ اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنے کے برابر بتایا گیا ہے اسی وجہ سے حدیث پاک میں سود کے شبہ سے بھی بچنے کا حکم فرمایا گیا ہے (یہ سب احادیث مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں) اور ایک حدیث میں ہے کہ جس قوم میں زنا کاری اور سودخوری شائع ہوجائے اس قوم نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کیلئے اپنے آپ کو تیار کرلیا ہے (الاعتدال)

ان سب آیات و احادیث کا حق اور تقاضہ تو یہ تھا کہ ہر صاحب ایمان سود بلکہ سود کے شبہ سے بھی ایسا بھاگتا جیسا کہ شیر یا اور کسی مہلک و خوفناک چیز سے بھاگا جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ آج معاملہ بالکل اسکے برعکس ہے۔ سودی کاروبار اور لین دین ایسا عام ہوتا جارہا ہے کہ گویا اس کی حرمت کا خیال و احساس ہی دلوں سے نکل گیا اور بہت سے تو بعض فقہی عبارات اور دیگر مصالح حاضرہ کی آڑ اور سہارا لے کر اسکو جائز کہنے سے بھی نہیں چوکتے

جو اور کہیں زیادہ خطرناک ہے۔

رحمت عالم سید المرسلین حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی پیشین گوئی

لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ	ایک زمانہ ایسا بھی ضرور آئیگا جس میں
لَا يَبْقَىٰ أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرِّبٰو	سود سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔ اگر
فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ	کوئی براہ راست سود کھانے سے بچ بھی
مِنْ بُخَارِهٖ	جائیگا تو بالواسطہ اس کے اثرات سے
مشکوٰۃ شریف ص۲۴۵	محفوظ نہ رہ سکے گا۔

غالباً اس زمانہ میں پوری ہو رہی ہے کہ اقتصادی ترقیاتی نئے نئے منصوبے نئی نئی اسکیمیں بینک اور حکومت کیطرف سے قرضوں کی مختلف شکلیں سامنے آرہی ہیں۔ کچھ کاروباری قانونی پیچیدگیاں ایسی ہوگئی ہیں جن کی وجہ سے سودی زہریلے اثرات سے بچنا دشوار ہو گیا ہے جو درحقیقت صاحب ایمان کیلئے ایک بڑی آزمائش ہے اس کے ایمان کا امتحان ہے اس کے یقین واعتقاد کا امتحان ہے۔ اسکے تقویٰ اور توکل واعتماد صبر وشکر کا امتحان ہے۔ ایک مؤمن کامل جو صرف اسی دنیوی زندگی کو سب کچھ نہیں سمجھتا بلکہ اس کے بعد ختم نہ ہونے والی حیات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں پر یقین رکھتا ہے وہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت کو اللہ ورسول کے ادنیٰ حکم کے مقابلہ میں لات ماردیتا اور ٹھکرا دیتا ہے اور اپنی ایمانی صداقت کی کامیابی پر اپنے خالق ومالک سے لازوال نعمتوں کے انعام کا مستحق قرار پاتا ہے۔

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی زید مجدہم کے دو فتوے ایک میں حکومت اور بینک کے سودی قرضوں پر تفصیلی فقیہانہ ومحدثانہ بحث کی گئی ہے اور دوسرا فتویٰ ہندوستان کے دارالحرب ہونے نہ ہونے کی تحقیق میں ہے اور اس میں سود کے جواز وعدم جواز پر سیر حاصل محققانہ بحث ہے جس سے سب شبہات کافور ہوجاتے ہیں

Scanned by CamScanner

اور طالب حق کو کوئی شبہ باقی نہیں رہتا اور معاند کیلئے دفتر بھی ناکافی ہے ۔
اللہ پاک اس کو قبول و نافع فرمائے ۔ ضرورتِ وقت کی وجہ سے شائع کیا جارہا ہے (ہر دو فتاویٰ فتاویٰ محمودیہ میں شائع بھی ہوچکے ہیں) اللہ پاک اسکو قبول فرمائے اور نافع بنائے مخلوق کی ہدایت کا ذریعہ بنائے ۔ آمین

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

العبد محمد فاروق غفرلہ

مدرسہ دارالعلوم جامع مسجد شہر میرٹھ

۸ / ۷ / ۱۴۰۹ھ

Scanned by CamScanner

حکومت کے ترقیاتی منصوبوں میں ہندوستانی عوام کی خوشحالی اور فلاح وبہبود کیلئے بہت سے شعبے قائم کئے گئے ہیں جس کے ذریعہ حسب ضرورت ومصلحت طویل المیعاد قرضے دیئے جاتے ہیں اور برائے نام سود لیا جاتا ہے

چھوٹی انڈسٹریوں سے لیکر بڑے بڑے فیکٹری پلانوں تک میں حکومت قرض دیتی ہے۔ اس سے غیر مسلم حضرات خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور دن بدن اقتصادی میدان میں ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اس قرض کے لینے میں دشواری یہ ہے کہ اس میں سود دینا پڑتا ہے۔ نیز آج کل لین دین اور تجارتی معاملات بڑی حد تک سودی طور پر چل رہے ہیں کیونکہ آج کل تجارت کا انحصار بڑی حد تک بینکوں پر ہے جو تمام کے تمام سودی کاروبار پر مبنی ہیں۔

اگر مسلمان حکومت سے قرض لیکر اقتصادی میدان میں آگے بڑھنے کی سعی کرتے ہیں تو قرآن کی آیات حرمت سود ان کا دامن روکتی ہیں اور اگر اس سے بچنے کی سعی کرتے ہیں تو اقتصادی میدان میں وہ پچھڑے جاتے ہیں۔ وقت کا اہم سوال یہ ہے کہ انھیں ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے۔ ڈربن سے مسٹر احمد صاحب نے اسی قسم کا ایک سوال مرتب کر کے بطور استفسار ہندوستان کے علماء کی خدمت میں روانہ کیا ہے۔ حضرت اقدس مفتی صاحب مدظلہٗ نے اس کا جواب بڑی تفصیل سے دیا ہے ہم اس جواب کو من وعن شائع کر رہے ہیں انشاءاللہ ہندوستانی مسلمانوں کو اس جواب سے بڑی روشنی حاصل ہوگی۔ قمر الدین۔ ایڈیٹر ماہنامہ نظام کانپور

الجواب۔ حامداً ومصلیاً۔

سود کی حرمت فروعی واستنباطی نہیں۔ بلکہ منصوص اور قطعی ہے۔ وحرم الربٰو اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔

تحریم ربٰو نازل ہونے پر بقایا سود کے وصول کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی بلکہ اسکو بمنزلہ شرط ایمان قرار دیا گیا۔

Scanned by CamScanner

وذروا ما بقی من الربوٰ ان کنتم مومنین ۔ سود کا بقایا چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو (قرآن)

جو لوگ سود لینے سے باز نہ آئیں ان کے لئے اعلان جنگ ہے۔

فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ — اگر تم نے ایسا نہ کیا (سود کا بقایا نہ چھوڑا) تو اللہ اور رسول کیطرف سے اعلان جنگ ہے

سود خوار کے حشر کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

الذین یاکلون الربوٰ لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ۵ — جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے روز اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسکو شیطان نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔

سود خوار کے لئے سخت وعید ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا الربوٰا اضعافا مضاعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۵ واتقوا النار التی اعدت للکافرین ۔ — اے ایمان والو سود در سود کر کے نہ کھاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو۔ شاید تم فلاح پاؤ۔ اور اس آگ سے ڈرو۔ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے

امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں سب سے زیادہ خوفناک یہ آیت ہی کان ابو حنیفۃ یقول ھی اخوف آیۃ فی القرآن حیث اوعد اللہ المومنین بالنار المعدۃ للکافرین ان لم یتقوہ فی اجتناب محارمہ (تفسیر مدارک التنزیل)

"امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ قرآن میں سب سے زیادہ خوفناک آیت، آیت مذکورہ بالا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو دوزخ کی آگ کی دھمکی دی ہے جو درحقیقت کافروں کے لئے ہے اگر مومنین خدا سے نہ ڈرے اس کی حرام کردہ چیز (سود) سے پرہیز کرنے میں

انسان کے بدن میں جو گوشت حرام مال سے پیدا ہو وہ نار جہنم ہی کے لائق ہے سود کا ایک درہم جان بوجھ کر لینا چھتیس دفعہ زنا کرنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔

عن عبد اللہ بن حنظلۃ غسیل الملائکۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درھم ربوٰ یاکلہ الرجل وھو یعلم اشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ رواہ احمد والدارقطنی وروی البیھقی فی شعب الایمان عن ابن عباسؓ وزاد وقال من نبت لحمہ من السحت فالنار اولیٰ بہ۔

حضرت عبد اللہ بن حنظلہؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیدہ ودانستہ سود کا ایک درہم (چار آنہ بھر) کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کا گوشت حرام غذا سے پرورش پایا ہے۔ وہ جہنم کے ہی زیادہ لائق ہے۔

مشکوٰۃ شریف صـ۲۴۶

سود لینے والے۔ سود دینے والے۔ سود کا رقعہ لکھنے والے۔ سود کی گواہی دینے والے سب پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے اور سب کو نفس گناہ میں برابر قرار دیا ہے۔

عن جابرؓ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربوٰ وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف صـ۲۴۴

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، سود کھانے والے، سود دینے والے، اور سود کا رقعہ لکھنے والے اور سود کی گواہی دینے والوں پر اور فرمایا کہ یہ سب کے سب گناہ میں برابر ہیں۔

⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘

سود کے ستّر اجزاء ہیں سب سے ہلکا جزو ماں سے بدفعلی کرنے کے برابر ہے سود سے مال بظاہر بڑھتا ہوا نظر آئے گا مگر اس کا انجام قلّت ہے۔

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ صلی الله علیه وسلم الربٰو سبعون جزءً ایسرها ان ینکح الرجل امه وعن ابن مسعودؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الربٰو وان کثر فان عاقبته تصیر الی قل رواهما ابن ماجة والبیهقی فی شعب الایمان و روی احمد الاخیر ام مشکوٰة شریف ص۲۴۶

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کے ستر درجے ہیں اور ان میں سب سے ہلکا درجہ اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنے کے برابر ہے اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود سے اگرچہ مال بڑھتا ہے مگر اس کا انجام قلت ہے۔

حرمت ربٰو کی آیت محکم ہے منسوخ نہیں۔ شبہ ربٰو سے بھی بچنے کا حکم ہے

عن عمر ابن الخطاب ان آخر ما نزلت آیة الربٰو وان رسول الله صلی الله علیه وسلم قبض ولم یفسرها لنا فدعوا الربٰو والریبة رواه ابن ماجة والدارمی ۱۱/ مشکوٰة ص۲۴۶

حضرت عمرؓ سے مروی ہے (معاملات سے متعلق سب سے آخری سود کی آیت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ سود کی (ہر ہر جزئیات کی تفصیل نہیں بیان کی اس لئے سود کیساتھ ساتھ جسمیں سود کا شبہ بھی ہو اسے بھی چھوڑ دو

قوله آخر ما نزلت آیة الربٰو یعنی هی ثابتة غیر منسوخة لکن رسول الله صلی الله علیه وسلم قبض ولم یفسر بحیث یحیط بجمیع جزئیاتها وموادها فینبغی لکم ان تدعوا الربٰو وما یشتبه الامر فیه تورعا واحتیاطا هذا ما یفهم من ظاهر

عمرؓ کے قول آخر ما نزلت کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیت ثابت غیر منسوخ ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اور آپؐ نے تمام جزئیات کو بطور احاطہ بیان نہیں فرمایا۔ اس لئے تمہارے لئے مناسب ہے کہ تم سود اور سود کے مشابہ تمام چیزیں سے تورع اور احتیاط کی وجہ

Scanned by CamScanner

سوق العبارة وقال الطیبی یعنی ان هذه الاٰیۃ ثابتۃ غیر منسوخۃ غیر مشتبھۃ فلذلک لم یفسرھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجروھا علی ماھی علیہ ولاتتاولوا فیھا واترکوا الحیلۃ فی حل الربوا لمعات ومرقات۔ حاشیہ مشکوٰۃ ص۲۴۶

چھوڑ دو۔ ظاہر عبارت سے یہی مفہوم سمجھا جاتا ہے طیبی نے کہا کہ یہ آیت ثابت غیر منسوخ غیر مشتبہ ہے اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح نہیں فرمائی اس لئے تم لوگ اس کو اس کے ظاہری مفہوم پر جاری رکھو اور اس میں کچھ شک نہ کرو اور سود کے حلت کے سلسلہ میں حیلہ حیلہ ترک کر دو۔

مقروض اگر قرض کے دباؤ میں کوئی ہدیہ پیش کرے تو وہ ہدیہ بھی ربوٰ ہے نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی!

عن ابی بردۃ بن ابی موسیٰ رضؓ قال قدمت المدینۃ فلقیت عبد اللہ بن سلام فقال انک بارض فیھا الربوٰ فاش فاذا کان لک علی رجل حق فاھدیٰ الیک حمل تبن او حمل شعیر او حمل قت فلا تاخذہ فانہ ربوٰ رواہ البخاری اھ مشکوٰۃ شریف ص۲۴۶ مشکوٰۃ شریف ص۲۴۶

حضرت ابو بردہ رضؓ سے مروی ہے کہ میں مدینہ آیا اور حضرت عبد اللہ ابن سلام رضؓ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عبد اللہ ابن سلام رضؓ نے فرمایا کہ تم ایسے علاقہ میں رہتے ہو جس میں سود کا رواج بہت زیادہ ہے پس اگر تمہارا کسی پر حق ہو اور وہ تمہیں ہدیہ میں بھوسہ یا جو کا گٹھر یا گھاس دے تو وہ بھی نہ لو کیونکہ وہ بھی سود ہے۔

ہدیہ مالی کے علاوہ بھی کسی اور منفعت کے قبول کرنے کی اجازت نہیں۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقرض احدکم قرضاً فاھدیٰ الیہ او حملہ علی الدابۃ

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کسی کو قرض دے پس اس قرض خواہ کو اگر قرضدار

فلا یرکبها ولا یقبلها الا ان یکون جری بینه وبینه قبل ذلک رواه ابن ماجة والبیهقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ شریف ص۲۴۶ -

کچھ ہدیہ دے یا اپنی سواری پر سوار کرائے تو نہ سوار ہو اور نہ اس ہدیہ کو قبول کرے مگر یہ کہ قرض سے پہلے ہدیہ وغیرہ کا لین دین جاری ہو۔

مسلمانان افریقہ کے جو حالات سوال میں درج ہیں ان کے مقابلہ میں ان مسلمانوں کے حالات زیادہ درد انگیز تھے جن کو خطاب کر کے سود کو حرام قرار دیا گیا اور سخت وعیدیں سنائی گئیں ہیں۔

وہ حضرات کفار کے قرضہ میں دبے ہوئے تھے کفار ان کا خون چوس رہے تھے حتیٰ کہ حضرت بلالؓ کو دوبارہ غلام بنانے کی دھمکی دی گئی تھی جس سے پریشان ہو کر انھوں نے مدینہ پاک سے مخفی طور پر قرض کی ادائیگی کا انتظام ہونے تک کے لئے باہر چلے جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ وہ حضرات پیٹ پر پتھر باندھتے تھے کئی کئی روز تک فاقہ کرتے تھے بھوک کی وجہ سے غش کھا کھا کر گر جاتے تھے دو دو تین تین مہینے تک گھر میں آگ نہیں سلگتی تھی۔ کپڑا بھی پوری تن پوشی کے لئے موجود نہیں تھا۔ چادر ہے تو تہبند نہیں تہبند ہے تو کرتا نہیں۔ نکاح کی خاطر مہر میں دینے کو لوہے کی انگوٹھی تک میسر نہ آئی صرف ایک لنگی بدن پر تھی اسی میں سے آدھی لنگی مہر دینے پر آمادہ ہوئے۔ بچوں کو بھوک کا رونا ہوا دیکھ کر تین چار دانے کھجور حاصل کرنے کے لئے یہود کی مزدوری کرنا پڑی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج مطہرات کے نفقہ کے لئے اپنی جہاد میں کام آنے والی زرہ یہودی کے پاس رہن رکھنے کی نوبت آئی۔ اسی حال میں آپ کا وصال ہوا ان حالات کے باوجود ان حضرات کو کفار کے مال و دولت کیطرف نظر اٹھا کر دیکھنے کو کو بھی منع فرما دیا گیا۔

ولا تمدن عینیک الی ما متعنا به — اور ہرگز آنکھیں اٹھا کر بھی آپ ان چیزوں

Scanned by CamScanner

ازواجا منهم زهرة الحيوة الدنيا لنفتنهم فيه ورزق ربك خير وابقى (الآیہ)	کیطرف نہ دیکھیں جن سے ہم نے ان (دنیاداروں) کے مختلف گروہونکو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ سب کچھ محض دنیوی زندگی کی رونق ہے اور آپکے رب کا عطیہ اس سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔

نیز ارشاد ہوا۔

ولولا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتهم سقفا من فضة ومعارج علیها یظهرون ۝ ولبیوتهم ابوابا وسررا علیها یتکئون وزخرفا وان کل ذلك لما متاع الحیوة الدنیا والاخرة عند ربك للمتقین ۝	اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے ہوجاویں گے تو جو خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں انکے لئے بھی ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے اور زینے بھی جن پر چڑھا کرتے اور ان کے گھروں کے کواڑ بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ بھی نہیں صرف دنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے اور آخرت آپ کے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے لئے ہے۔

مال میں کفار کی حرص کو قرآن پاک نے منع فرمایا ہے مگر اسی کو آج مسلمان بار بار للچائی ہوی نظریں اٹھا کر دیکھتا ہے اور ان ہی کی روش پر چلنا یا چلنے کے لئے راستہ تلاش کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ بھی اسی منزل پر پہنچے گا جس منزل پر وہ پہنچے۔

سودی کاروبار کے ذریعہ سے نہ مسلمان کا مال ترقی کر سکتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

Scanned by CamScanner

ان الربٰو و ان کثر فان عاقبتہ تصیر الی قل ام — سود خواہ کتنا ہی زیادہ ہو۔ اس کا انجام کار قلت ہے۔

نہ مال محفوظ رہ سکتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

یمحق اللہ الربٰو۔ — اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتے ہیں۔

لہٰذا سودی کاروبار کو مال مسلم کی حفاظت یا ترقی کا ذریعہ تجویز کرنا نصوص قرآن وحدیث کا مقابلہ کرنا ہے۔ مسلمان کی کامیابی اور ترقی حرام وحلال کی تمیز کے بغیر مال جمع کرنے اور تجارت کو فروغ دینے میں ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کی ترقی اور کامیابی احکام شریعت کی پابندی میں ہے حرام اور لعنت کے کاموں سے پوری طرح پرہیز کرنے میں ہے۔

دینی اور مذہبی اداروں کو اگر حرام مال سے چلایا جائے گا تو ان سے ایسے لوگ تیار ہو کر نکلیں گے جو خود بھی حرام وحلال کی تمیز سے بے بہرہ ہوں گے اور قوم کو حرام سے روکنے کا جذبہ بھی ان میں نہیں ہو گا۔ اسی طرح ایسے لوگوں کو تیار کرنا ظاہر ہے کہ کوئی دینی خدمت نہیں جس سے رضاء خداوندی میسر آسکے جو کہ مسلمان کی خلقت کا اصل مقصد ہے۔

جب عام معاشرہ بگڑ چکا ہو غیر قومیں حرام مال سے ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔ تو علماء کا یہ کام نہیں کہ مسلمانوں کے لئے بھی جواز کی راہ نکال کر ان غیر قوموں کے اتباع کا فتویٰ دیدیں بلکہ انکی ذمہ داری ہے کہ رضاء خداوندی اور ابدی انعامات کا پورا نقشہ قوم کے سامنے اخلاص وقوت کیساتھ پیش کریں متعین طور پر بلا کسی تذبذب کے حکم خداوندی سُناویں۔

اگر کوئی شخص مستأمن وغیرہ مخصوص حالات میں کسی بلا میں گرفتار ہو جائے اور اس کے لئے شرعی اسباب کے پیش نظر کسی قول پر کوئی گنجائش نکل سکتی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اسکو عام ضابطہ بنا کر منہی عنہ کو ختم کر دیا جائے۔

ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ — یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ پس اسی پر چلو

Scanned by CamScanner

ولا تتبعوا السبل (الآیۃ) — اور دوسرے راستوں پر مت چلو۔

ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن — شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔

اگر بگڑے ہوئے معاشرے اور دیگر اقوام کی ترقیات سے متاثر ہوکر مسلمان کے لئے حرام کی راہیں کھول دیں تو اس کا انجام بہت خطرناک ہے۔

علماء بنی اسرائیل نے اول قوم کو معاصی سے روکا وہ نہیں رکی تو روکنا چھوڑ دیا اور معاشرہ میں قوم کے ساتھ شریک ہوگئے تو سب پر لعنت کیگئی عن عبد اللہ ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی فنھتھم علماءھم فلم ینتھوا فجالسوھم فی مجالسھم وآکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض فلعنھم علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ قال فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان متکأً فقال لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروھم اطرا رواہ الترمذی وابوداؤد وفی روایۃ قال کلا واللہ لتامرون بالمعروف ولتنھون عن المنکر

حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بنی اسرائیل معاصی میں مبتلا ہوئے تو علماء نے پہلے تو ان کو روکا لیکن وہ نہیں رکے مگر اس حال میں بھی ان کی مجلسوں میں اٹھتے بیٹھتے رہے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے پس اللہ تعالیٰ نے بعض کے دلوں کو بعض کیساتھ ملادیا اور عیسیٰ ابن مریم اور داؤد علیہما السلام کے ذریعہ ان پر لعنت بھیجی۔ اس لئے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کر گئے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ٹیک لگائے تھے اٹھ کے بیٹھ گئے اور فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہاں تک کہ تم ان کو حق کی طرف مائل کرو۔

Scanned by CamScanner

ولتاخذن علی یدی الظالم ولتاطرنہ
علی الحق اطرًا ولتقصرنہ قصرا او
لیضربن اللہ بعضکم علی بعض ثم
لیلعنکم کما لعنھم اھ مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۸

حرام کا دروازہ کھول دینے پر کیا کیا لعنت نازل ہوگی۔ اگر طبقہ وارانہ کشاکش اور باہمی بغض وتحاسد پیدا ہو تو اس سے بچاؤ کی یہ صورت نہیں کہ حرام کا دروازہ کھول دیا جائے۔ بلکہ اس کی صورت یہ ہوگی۔ کہ نصوص قرآنی اور احادیث نبوی کی زیادہ سے زیادہ تلقین کی جائے۔

ولا تتمنوا ما فضل اللہ بعضکم علی بعض ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا وفی روایۃ ولا تنافسوا متفق علیہ اھ مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۷	اللہ نے بعض کو بعضوں پر جو فضیلت دی ہے اس کی تمنا نہ کرو اور آپس میں حسد بغض اور ایک دوسرے کی غیبت مت کرو اور سب لوگ بھائی بھائی بنکر رہو اور ایک روایت میں ہے کہ (دنیا میں) ایک دوسرے پر بڑھنے کی حرص مت کرو

سرمایہ دار طبقہ کو ایثار و ہمدردی سکھائی جائے۔

عن ابن مسعودؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس المؤمن الذی یشبع وجارہ جائع الی جنبہ اھ مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۴	حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مؤمن کامل ہی نہیں جو خود تو پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔
عن جریر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس متفق علیہ مشکوٰۃ شریف۔	حضرت جریر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں پر رحم نہ کرے اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا۔

Scanned by CamScanner

غریب طبقہ کو صبر و قناعت کا سبق دیا جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے عمومی حالات زندگی سنائے جائیں۔

عن عائشۃ قالت ما شبع آل محمد من خبز الشعیر یومین متتابعین حتیٰ قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ متفق علیہ ام مشکوٰۃ شریف۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لگاتار دو دن تک جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔

عن عمرؓ قال دخلت علیٰ رسول اللہ علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو مضطجع علیٰ رمال حصیر لیس بینہ وبینہ فراش قد اثر الرمال بجنبہ متکأ علیٰ وسادۃ من ادم حشوھا لیف قلت یا رسول اللہ ادع اللہ فلیوسع علیٰ امتک فان فارس و الروم قد وسع علیھم وھم لا یعبدون اللہ فقال اوفی ھذا انت یا ابن الخطاب اولٰئک قوم عجلت لھم طیباتھم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی روایۃ اما ترضیٰ ان تکون لھم الدنیا ولنا الاٰخرۃ۔ متفق علیہ۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا جس سے آپ کے پہلو شریف میں چٹائی کے نشان بن گئے (جیسا کہ عموماً چٹائی وغیرہ پر بیٹھنے یا لیٹنے سے ہوتا ہے) ور چمڑہ کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھالی بھری ہوئی تھی اس پر آپ تکیہ لگائے تھے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ آپ کی امت (مسلمانوں) پر وسعت فرمادے۔

روم اور فارس جو اللہ کی عبادت نہیں کرتے ان پر دنیا کس قدر کشادہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب کیا تم ابھی اس خیال میں ہو۔ ان کے لئے دنیا کی

زندگی ہی میں ان کی مرغوبات دیدی گئی ہیں۔ کیا تم اس پر راضی نہیں۔ کہ ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت۔

عن ابی ہریرۃؓ قال لقد رأیت سبعین من اصحاب الصفة مامنھم رجل علیه رداء اما ازار واما کساء قد ربطوا فی اعناقھم فمنھا ما یبلغ نصف الساقین ومنھا ما یبلغ الکعبین فیجمعه بیده کراھة ان تری عورته۔ رواه البخاری اھ

مشکوٰۃ شریف ص۴۴۲

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر صحابہ کو دیکھا ان کے پاس کوئی چادر نہیں تھی مگر ازار یا کملیا بھی تھی تو اس کی حالت تھی کہ وہ اس کو گلے میں باندھ لیتے تو کسی صحابی کا کپڑا نصف پنڈلی تک ہوتا اور کسی کا ٹخنہ تک وہ عامۃً اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے رہتے۔ کہ کہیں کشف عورت نہ ہو جائے۔!

عن قتادةؓ ابن النعمانؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال اذا احب اللہ عبدا حماه الدنیا کما یظل احدکم یحمی سقیمه الماء۔ رواه الترمذی واحمد اھ

مشکوٰۃ شریف ص۴۴۹

حضرت قتادہ ابن النعمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو دنیا سے ایسے بچاتے ہیں جیسے تم اپنے بیمار کو پانی سے۔

عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من رضی من اللہ بالیسیر من الرزق رضی اللہ عنه بالقلیل من

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تھوڑے رزق پر اللہ سے راضی رہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے تھوڑے

العمل۔ عمل سے راضی رہینگے۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاع او احتاج فکتمہ الناس کان حقا علی اللہ ان یرزقہ رزق سنۃ من حلال رواھما البیھقی فی شعب الایمان۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھوکا ہو یا کوئی حاجت مند ہو اور وہ لوگوں پر ظاہر نہ کرے تو اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ ایک سال کا حلال رزق اس کے لئے مقدر فرما دیں (حاجت ظاہر نہ کرنے کی برکت سے)

⁂ ⁂ ⁂

عن عمران بن حصینؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب عبدہ المؤمن الفقیر المتعفف بالعیال۔ رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۹

عمران ابن حصینؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے مومن بندہ کو پسند کرتے ہیں جو فقیر ہو۔ عفیف اور بال بچوں والا ہو۔

اسی طرح تعلیمات نبویہ عام ہو سکتی ہیں۔ اور امت مسلمہ کا طغرائے امتیاز باقی رہ سکتا ہے جس۔ کہ باقی رکھنے کی زیادہ ذمہ داری علماء کے سر ہے اگر دور حاضر کے سیل رواں میں بہنا شروع کر دیا تو یہ امت اپنا تاج افتخار مغربی اقوام کی قدموں پر نثار کرکے ان ہی اقوام میں منقم ہو جائے گی اور سخت قسم کا خسارہ اٹھائے گی اور اس طرز عمل سے ملت اسلامیہ کو بڑا دھکا لگے گا۔ جس سے قہار کا قہر جوش میں آجائے گا۔ اور گوناں گوں عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جس کے کچھ نمونے پیش آبھی رہے ہیں۔ جب نافرمانی عام ہو جائے اور اس پر روک ٹوک نہ کیجائے۔ تو عذاب عام کی وعید

حدیث پاک میں بیان فرمائی گئی ہے۔

عن ابی بکر مامن قوم یعمل فیھم المعاصی ثم یقدرون علی ان یغیروا ثم لا یغیرون الا یوشک ان یعمھم اللہ بعقاب۔

حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ جس قوم میں خدا کی نافرمانی ہو رہی ہو اور کچھ لوگ نافرمانی کو روکنے پر قادر ہوں پھر بھی وہ نہ روکیں تو ضرور اللہ پاک ان پر ایک عمومی عذاب نازل فرمائیگا

عن جریر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا علیہ ولا یغیرون الا اصابھم اللہ منہ بعقاب قبل ان یموتوا رواہ ابوداؤد وابن ماجہ اھ

حضرت جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اگر کسی قوم میں کوئی شخص معصیت میں مبتلا ہو اور اہل قوم اسکو روکنے پر قادر ہوں پھر وہ نہ روکیں تو اللہ تعالی مرنے سے قبل پوری قوم پر عمومی عذاب نازل فرمائے گا۔

مشکوٰۃ شریف ص۴۳۶ و ص۴۳۷

ایسی حالت میں دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی اور خداوند تعالی کیطرف سے نصرت و حمایت بھی نہیں ہوگی۔

عن حذیفۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا من عندہ لتدعنہ ولا یستجاب لکم رواہ الترمذی اھ مشکوٰۃ شریف ص۴۳۶

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ ورنہ اللہ تعالی عنقریب اپنا عذاب تم پر نازل کرے گا پھر تم دعا کروگے۔ لیکن دعا قبول نہ کیجائے گی۔

تو پھر کیا ان تعمیرات اور تجارت میں عذاب الٰہی کو روکنے کی قوت ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ تو عذاب الٰہی کا سبب ہیں۔ اگر ان کو حرام طریق (سودی کاروبار) سے تیار نہ کیا جاتا تو عذاب کیوں آتا۔

اور جہاں جہاں عذاب کا نمونہ آیا ہے کیا وہاں ان تجارات و تعمیرات نے کوئی حفاظت کی۔

اگر موسم خراب ہوا ور امرود سے ہیضہ پھیلنے کا اندیشہ ہو تو حفظان صحت کے ماہرین حدود میونسپلٹی میں بھی امرود کا داخل ہونا بند کرا دیتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ بندر اور گدھے امرود کھا رہے ہیں اور ان کو کس وجہ سے ہیضہ نہیں ہوتا کہ ان کی حرص میں انسانوں کو بھی اجازت دیدی جائے۔ فقط والله الموفق لما یحب و یرضیٰ

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

دارالحرب کی تفصیلی بحث اور حلت سود کا حکم

سوال :- ایک شخص سود کو حلال سمجھتا ہے، اور لوگوں کو ترغیب دیتا ہے کیا سود لینا جائز ہے، جواز میں شخصی و مکانی خصوصیت کا اعتبار کیا گیا ہے یا نہیں۔ کاروبار کیسا ہے کیا یہ مطلقاً ہر لحاظ سے دارالحرب ہے اگر ہے تو کیوں اور اگر نہیں تو مستحل سود کا کیا حکم ہے پھر یہ اعتقاد حلت کے بعد ترغیب کرنے والا اور عام طور سے ترویج دینے والا کیسا ہے بالفرض ہندوستان میں سود حلال بھی ہو تو کیا عوام قوم کے عقائد و خیالات کی خرابی و تباہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی وہی حکم رہے گا۔ بینوا و توجروا۔

الجواب:۔ حامداومصلیاً۔ سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے

احل اللہ البیع وحرّم الربوا۔[۱] جو شخص سود سے احتراز نہ کرے اس کے متعلق

ارشاد ہے۔ فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔[۲] ابو البرکات

نسفی نے آیت لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا کی تفسیر میں لکھا ہے کان ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ

یقول ھی اخوف آیۃ فی القرآن حیث اوعد اللہ المؤمنین بالنار المعدۃ

للکفرین ان لم یتقوہ فی اجتناب محارمہ[۳] اھ مدارک التنزیل ص۱۴۱ ج ۱

حدیث میں سود کھانے والے پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ

قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ[۴] اھ مسلم شریف ص۲۲

سود کھانے والوں کا حشر اس طرح ہوگا:۔ ثم ذکر عقوبۃ آکل الربوا

فقال الذین یأکلون الربوا استحلالاً لا یقومون من قبورھم یوم

القیامۃ الا کما یقوم فی الدنیا الذی یتخبطہ الشیطن من المس من

الجنون۔ ذلک التخییل علامۃ آکل الربوا فی الآخرۃ بانھم قالوا انما

البیع مثل الربوا۔[۵] تفسیر ابن عباس رض ص۳۸

اس لئے علی الاطلاق تو کوئی اہل علم بھی جواز سود کا قائل نہیں ہو سکتا البتہ دار الحرب

میں مسلم مستامن کو کافر حربی سے طرفین رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق سود لینے والے

کے لئے گنجائش ہے۔ امام ابو یوسف اور ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس

صورت میں بھی ناجائز ہے۔ ولا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب خلافاً

لابی یوسف والائمۃ الثلثۃ[۶] اھ در المنتقی ص۹۹ ج ۲

سودی کاروبار کا مفہوم عام ہے جو سود لینے اور دینے ہر دو کو شامل ہے اس لئے

اس کے جواز کا فتویٰ دینا مطلقاً کسی کے قول پر بھی درست نہیں کیونکہ سود دینا کسی کے

نزدیک بھی جائز نہیں فالظاھر ان الاباحۃ بقید نیل المسلم الزیادۃ وقد الزم

اصحاب الدرس ان مرادهم من حل الربوا و القمار ما اذا حصلت الزيادة للمسلم نظرا الی العلة وان کان اطلاق الجواب خلافه واللہ تعالیٰ اعلم اھ منحۃ الخالق ص ۱۳۶ ج ۲

ہندوستان کے متعلق علماء کی آراء مختلف ہیں دونوں طرف اہل تحقیق ہیں ہر جانب دلائل موجود ہیں بندہ کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔ گنجائش ہر جانب میں ہے اختلاف کیوجہ سے اجتناب بالیقین احوط ہے۔

جن حضرات کے نزدیک ہے وہ دار الحرب کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں۔ دار الحرب ما خافوا فیہ من الکافرین جامع رموز اذا اجروا فیہا احکام الشرک فانہا تصیر دار الحرب سواء کانت متصلۃ بدار الحرب اولم تکن یبقی فیہا مسلم او ذمی امنا بالامان الاول اولم یبق اھ المفتیین المراد بدار الحرب بلاد یجری فیہا امر عظیمہا وتکون تحت قہرہ اھ کافی۔ ان لایبقی فیہ مسلم ولا ذمی امنا بالامان السابق سواء ترک بعض شعائر الاسلام اولا وسواء اعلن شعائر الکفر اولا اھ اذا اجرا اھل الحرب فی بلدۃ من بلاد اھل الاسلام احکام اھل الحرب۔ تصیر دار الحرب کیف ما کان اھ فتاوی قاضی خان برھامش ھندیہ ص ۵۸۴ ج ۳

جن حضرات کے نزدیک نہیں وہ دار الحرب کی اس طرح تعریف کرتے ہیں و دار الاسلام لا تصیر دار الحرب الا باجراء احکام الشرک فیہا وان تکون متصلۃ بدار الحرب لا یکون بینہا وبین دار الحرب مصرا آخر للمسلمین ولا یبقی فیہا مسلم او ذمی امنا بالامان الاول فما لم توجد ھذہ الشرائط لا تصیر دار الحرب ومعنی قولنا ان لایبقی مسلم او ذمی امنا بالامان الاول ان لایبقی مسلم او ذمی امنا علی نفسہ الا بامان المشرکین اھ خزانۃ المفتیین وفی سیر الاصل لابی الیسر ان دار الاسلام لا تصیر دار الحرب ما لم یبطل جمیع ما صارت بہ دار الاسلام لان الحکم اذا ثبت لعلۃ فما بقی من العلۃ شئ یبقی ببقائہ وفی المنثور

دار الاسلام باجراء احکام الاسلام بما بقی علاقۃ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام اھ ذکر الحلوانی انہ انما یصیر دار الحرب باجراء احکام الکفر وان لا یحکم فیھا بحکم من احکام الاسلام وان یتصل بدار الحرب وان لا یبقی مسلم ولا ذمی آمنا بالامان الاول فاذا وجدت الشرائط کلھا صارت دار الحرب وعند تعارض الدلائل والشرائط یبقی ما کان او یترجح جانب الاسلام احتیاطاً۔ فریقین کے دلائل سامنے ہیں۔ دونوں طرف اہل تحقیق ہیں۔ مولانا عبد الباری فرنگی محلی لکھنوی۔ مولانا عبد الحی لکھنوی، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے ہندوستان کو دار الحرب نہیں لکھا ہے بلکہ دار الاسلام مانا ہے چنانچہ مجموعۃ الفتاویٰ میں ہے ص۲۳۰ ج۱۔ لیکن بلاد ہند جو قبضہ نصاریٰ میں ہے دار الحرب نہیں ہے انہیں کافر سے سود لینا جائز نہیں ہے اور ص۱۷ ج۲ میں ہے ہندوستان دار الحرب نہیں ہے بلکہ دار الاسلام ہے چنانچہ ان عبارات فقہیہ سے واضح ہوتا ہے الی قولہ پس یہ بلاد دار الحرب نہونگے نہ بمذہب امام اور نہ بمذہب صاحبین۔ اور ص۲۴۵ ج۲ میں ہے۔ والصحیح انہ (ای ملک الانجریز) دار الاسلام ولم یصر دار الحرب الی الآن۔ اھ

مولانا عبد الباری صاحبؒ اپنی تائید میں نواب صدیق حسن صاحب کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ "ہندوستان عموماً و ریاسات اسلامیہ خصوصاً نزد امام اعظمؒ دار الحرب نیست الی قولہ فی الحال مختار و فتویٰ مشاہیر فقہاء حنفیہ ہند مثل علماء دہلی و رامپور و بھوپال۔ وجہ آں ہمین است کہ مملکت ہند خصوصاً ریاسات اسلامیہ آں دار الاسلام است نہ دار الحرب بعض معاصرین نوشتہ اند الاحتیاط ان نجعل ھذہ البلاد دار الاسلام وان کانت السلاطین فی الظاھر ھولاء الشیاطین۔ اھ واللہ اعلم۔ مجموعہ رسالہ ہجرت و قربانی گاؤ ص۳۳۔

اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل صاحب شہیدؒ نے ۱۲۳۳ھ میں ہندوستان کے اکثر حصہ

کو دارالحرب قرار دیا ہے چنانچہ صراط مستقیم میں ص۵۰۱ پر فرماتے ہیں:۔

"بلکہ حال ہندوستان را دریں زماں کہ سنہ یکہزار دوصد و سی و سوم است کہ اکثر فی دریں ایام دار الحرب گردیدہ" الخ ۱۲

نیز ان کے استاد اور چچا اور مرشد کے شیخ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح فرماتے ہیں۔ در کافی می نویسند ان المراد بدار الاسلام بلاد یجری فیہا حکم امام المسلمین ویکون تحت قہرہ۔ وبدار الحرب بلاد یجری فیہا امر عظیمہا ویکون تحت قہرہ۔ انتہی۔ دریں شہر حکم امام المسلمین قطعا جاری نیست وحکم رؤسائے نصاریٰ بے دغدغہ جاری است و مراد از اجراء احکام کفر این است کہ در مقدمہ ملک داری و بندوبست رعایا و اخذ خراج و باج و عشور اموال تجارت و سیاست قطاع الطریق و سراق و فصل خصومات و سزائے جنایات کفار بطور خود حاکم باشند آرے اگر بعض احکام اسلام را مثل جمعہ و عیدین و اذان و ذبح بقر تعرض نکنند نکردہ باشند لیکن اصل الاصول ایں چیزہا نزد ایشاں ھبا و ہدر است زیراکہ مساجد را بے تکلف ھدم می نمایند و ہیچ مسلمان یا ذمی بغیر استیمان ایشاں دریں شہر و در نواح آں نمی تواند آں برائے منفعت خود از واردین و مسافرین و تجار مخالفت نمی نمایند اعیاں دیگر مثل شجاع الملک و ولایتی بیگم بغیر حکم ایشاں دریں بلاد داخل نمی توانند شد و ازیں شہر تا کلکتہ عمل نصاریٰ ممتد است آرے در چپ و راست مثل حیدرآباد و لکھنؤ و رامپور احکام خود جاری نہ کردہ اند بسبب مصالحت و اطاعت مالکانِ آں ملک و از روئے احادیث و تتبع سیرت صحابہ کرام و خلفائے عظام ہمیں مفہوم می شود زیراکہ در عہد حضرت صدیق اکبر رض ملک بنی یربوع را حکم دار الحرب دادند با وجودیکہ مسلمانان ہم دراں بلاد موجود بودند و علی ہذا القیاس در عہد خلفاء کرام ہمیں طریق مسلوک بود بلکہ در عہد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فدک و خیبر را حکم دار الحرب فرمودند حالانکہ تجار اہل اسلام بلکہ بعضے سکنہ آنجا نیز دراں مکانات در وادی القریٰ مشرف باسلام بودند و فدک و خیبر را کمال اتصال بود با مدینہ منورہ الخ ۱۲ فتاویٰ عزیزی ص۱۷

حضرت شاہ صاحب موصوف نے ایک دوسرے مقام پر دار الحرب کی تعریف میں تین قول نقل فرما کر تیسرے قول کو ترجیح دی ہے اور اسی بنا پر ہندوستان وغیرہ انگریز کی عملداری کو دار الحرب قرار دیا ہے۔ "وفرقہ سوم ازیں ہم ترقی کرد، اندکہ حد دار الحرب آنست" ان لا یبقی فیہ مسلم ولا ذمی امنا بالامان السابق سواء ترک بعض شعائر الاسلام او لا وسواء اعلن شعائر الکفر او لا۔" وہمیں قول ثالث را محققین ترجیح دادہ اند در یں تقریر معمولہ انگریزاں واشباہ ایشاں بلاشبہ دار الحرب است" اھ فتاویٰ عزیزی جلد ۱ صفحہ ۱۶
دار الحرب میں حربی کفار سے سود لینے کو جو شخص حلال اعتقاد کرے امام ابو حنیفہ وامام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق اس کا اعتقاد صحیح ہے۔ جس سود کی حرمت پر اجماع ہے اور اس کی حرمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ اسکے متعلق ملا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں ص۲۱۲ پر لکھا ہے۔

وفی جواهر الفقه من جحد فرضا مجمعا علیه کالصلوة والصوم والزکوة والغسل من الجنابة کفر قلت وفی معناه من انکر حرمة محرم مجمع علیه کشرب الخمر والزنا وقتل النفس واکل مال الیتیم والربوا" اھ
ص۲۳۱ پر لکھا ہے۔

من انکر حرمة الحرام المجمع علی حرمته او شك فیها ای یستوی الامر فیها کالخمر والزنا واللواطة والربوا او زعم ان الصغائر والکبائر حلال کفر اھ لیکن دوسرے مقام پر استحلال حرام کے ساتھ مقید کر کے بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

وعلی هذه الاصول یبتنی الفروع التی ذکر فی الفتاوی

من انه اذا اعتقد الحرام حلالا فان حرمته لعينه وقد ثبت بدليل قطعی یکفر والا فلا بان یکون حرمته لغیره اوثبت بدلیل ظنی وبعضهم لم یفرق بین الحرام والحلال لعینه ولغیره فقال من استحل حرما وقد علم فی دین النبی صلی اللہ علیہ وسلم تحریمه کنکاح ذوی المحارم اوشرب الخمر او اکل میتة اودم مسفوح اولحم خنزیر من غیر ضرورة فکافر اھ شرح فقه اکبر ص۱۸۶

اسی طرح مجمع الانہر ص۷۰۵ ج ۱، اور فتاوی عالمگیری ص۲۷۲ ج ۲ میں اس مسئلہ کو مقید کر کے بیان کیا ہے۔ علامہ ابن نجیم نے ایک اور بھی تفصیل کی ہے (یکفر) بقوله الحرام احب الی جوابا لقول القائل له کل من الحلال لا بقوله انی احتاج الی کثرة المال والحلال والحرام عندی سواء لا بقوله لحرام هذا حلال من غیران یعتقده فلا یکفر السوقی بقوله هذا حلال للحرام ترویجا لشرائه والاصل ان من اعتقد الحرام حلالا فان کان حراما لغیره کمال الغیر لا یکفر وان کان لعینه فان کان دلیله قطعیا کفر والا فلا وقیل التفصیل فی العالم اما الجاهل فلا یفرق بین الحلال والحرام لعینه ولغیره وانما الفرق فی حقه ان ما کان قطعیا کفر به والا فلا اھ بحر ص۱۲۲ ج ۵۔

نیز مسئلہ تکفیر میں سخت ترین احتیاط کی ضرورت ہے اس لئے کف اللسان من التکفیر لازم ہے۔ ہمیں اس اعتقاد کے باطل اور خلاف نصوص ہونے میں کوئی

تامل نہیں۔

وفی الفتاوی الصغری الکفر شیٔ عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر اھ[19] بحر ص۱۲۴ ج ۵

تاہم اگر مستحل منکر نصوص ہے تو بلاشبہ کافر ہے۔

اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم۔ زاد فی البزازیہ الا اذا صرح بارادۃ موجب الکفر فلا ینفعہ التاویل حینئذ وفی التاتارخانیہ لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لا نہایۃ اھ[20] بحر ص۱۲۵ ج ۵۔

حرام شی کو رواج دینا حرام ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[21]

حلال پر اعتقاد حلت اور حرام پر اعتقاد حرمت حکم شرعی اور مامور بہ ہے اس میں اعتقادات اور خیالات عوام قوم کی خرابی وتباہی کیا ہے ہاں عکس میں ضرور تباہی ہے۔ اسی طرح مباح کو درجہ وجوب دینے میں بھی تباہی ہے اگر بصورت حلت اخذ ربٰی من الکافر الحربی یہ مفضی ہو اخذ ربٰی من المسلم تک تو بھی سداً للذرائع ممانعت کا حکم ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح۔ سعید احمد غفرلہ صحیح عبداللطیف ۱۴ صفر ۱۳۵۹ھ ۱۴-۲-۵۹ھ

جواب ہذا میں ذکر شدہ عربی وفارسی عبارات کا ترجمہ نمبروار صفحہ ۳۶۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔

جواب مذکورہ میں ذکر شدہ عربی فارسی عبارات کا ترجمہ نمبروار درج ہے

۱ھ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے (بیان القرآن پ۳)

۲ھ پھر اگر تم اس پر عمل، نہ کرو گے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کیطرف سے (یعنی تم پر جہاد ہوگا) (بیان القرآن پ۳)

۳ھ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن میں یہ آیت سب سے زیادہ خوف دلانے والی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس آگ کی دھمکی دی ہے جو کفار کیلئے طیار کی گئی ہے اگر حرام چیزوں سے بچنے میں اللہ تعالےٰ سے نہ ڈرے۔

۴ھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

۵ھ پھر سود کھانے والے کی سزا ذکر فرمائی کہ جو لوگ سود کو حلال سمجھکر کھاتے ہیں وہ قیامت کے روز اپنی قبروں سے اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے دنیا میں وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسکو شیطان لپیٹ کر خبطی بنادے (یعنی حیران و مدہوش) یہ حیران و مدہوش ہونا آخرت میں سودخوار کی علامت ہے۔ اس لئے کہ انھوں نے (سود کے حلال ہونے پر استدلال کرتے ہوئے کہا تھا کہ بیع بھی مثل سود کے ہے۔

۶ھ مسلم اور حربی کے درمیان دارالحرب میں ربوا نہیں، امام ابویوسف اور ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کا اسمیں اختلاف ہے کہ ان حضرات کے نزدیک مسلم اور حربی کے درمیان دارالحرب میں بھی ربوا حرام ہے)۔

۷ھ پس ظاہر یہ ہے کہ اباحت، مسلم کو زیادتی حاصل ہونیکی قید کے ساتھ ہے اور اصحاب درس نے اس کو لازم کیا ہے کہ ان کی مراد سود اور جوئے کے حلال ہونے سے وہ صورت ہے جبکہ مسلم کو زیادتی حاصل ہو، علت کی جانب نظر کرتے ہوئے اگرچہ جواب کے اطلاق کا تقاضہ اس کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے

۸ھ دارالحرب وہ ہے جس میں کفار سے خوف ہو (جامع رموز) جب کہ اس میں احکام شرک نافذ کر دیے جائیں۔ تو وہ دارالحرب بن جائے گا چاہے دارالحرب سے متصل ہو یا نہ ہو مسلم اور ذمی پہلے امان سے مامون رہے یا نہ رہے الخ

المفتیین دار الحرب سے مراد وہ ملک ہے جس میں اس کے بڑے کا حکم جاری ہو، اور وہ اس کے قبضہ میں ہو (کافی) یہ کہ نہ رہے اس میں کوئی مسلم اور نہ کوئی ذمی پہلے امان سے مامون چاہے بعض شعائر اسلام ترک کر دیئے گئے ہوں یا نہ اور شعائر کفر کا اعلان ہوا ہو یا نہ ہوا ہو الخ اگر اہلِ حرب اہل اسلام کے شہروں میں سے کسی شہر میں اپنے احکام جاری کر دیں تو وہ شہر دار الحرب بن جائیگا جس طرح بھی ہو۔

۹ دار الاسلام دار الحرب نہیں بنتا مگر جب کہ احکام شرک اسمیں نافذ کر دیئے جائیں اور یہ کہ وہ دار الحرب سے متصل ہو جائے کہ اور دار الحرب کے درمیان مسلمانوں کا کوئی شہر نہ ہو اور کوئی مسلم یا کوئی ذمی امان سابق کے ساتھ مامون نہ رہے پس جب تک یہ شرائط نہ پائی جائیں وہ دار الحرب نہیں بنے گا۔ اور ہمارے اس قول کا مطلب کوئی مسلم یا ذمی پہلے امان کے ساتھ مامون نہ رہے" یہ ہے کہ مسلم یا ذمی بغیر مشرکین کے امان دئے مامون نہ ہوا ہو۔ الخ

ابوالیسر کی سیر الاصل میں ہے کہ دار الاسلام دار الحرب اس وقت تک نہیں بنتا جب تک کہ وہ تمام باتیں ختم نہ ہو جائیں جن سے دار الاسلام بنا ہے اس لئے کہ حکم جب کسی علّت کیوجہ سے ثابت ہو گیا تو علّت کا جب تک کچھ بھی حصّہ باقی ہے تو حکم باقی رہے گا۔ اور منشور میں ہے" دار الاسلام احکام السلام کے نفاذ کیوجہ سے ہے لہذا جب تک علائق اسلام میں سے کچھ بھی باقی ہے جانب اسلام کو ترجیح دی جائیگی حلوانی نے ذکر کیا کہ دار الحرب احکام کفر جاری کرنے سے بنتا ہے اور یہ کہ احکام اسلام میں سے اس میں کوئی حکم نہ چلتا ہو اور دار الحرب متصل ہو جائے اور کوئی مسلم اور ذمی امان اول سے مامون نہ رہے۔ پس یہ سب شرطیں جب پائی جائیں گی اس وقت دار الحرب بنے گا اور دلائل و شرائط کے تعارض کے وقت جیسا ہے ویسا ہی رہے گا یا احتیاطی طور پر جانب اسلام کو ترجیح دی جائے گی۔"

۱۰ صحیح یہ ہے کہ (ہندوستان) (ملک انگریز) دار الاسلام ہے ابھی تک دار الحرب نہیں بنا۔"

۱۱ ہندوستان عموماً اور اسلامی ریاستیں خصوصاً امام اعظمؒ کے نزدیک دار الحرب نہیں ہند کے مشہور فقہاء حنفیہ مثلاً علماء دہلی و رامپور و بھوپال کا فتویٰ اور مختار یہی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مملکتِ ہند خصوصاً اس کی اسلامی ریاستیں دار الاسلام ہیں نہ کہ دار الحرب بعض معاصرین نے لکھا ہے احتیاط یہی ہے کہ ہم ان

شہروں کو دارالاسلام قرار دیں اگرچہ بظاہر سلاطین یہ شیاطین ہیں۔

۱۲ا بلکہ ہندوستان کا حال اس وقت ۱۲۳۳ھ میں یہ ہے کہ اس کا اکثر حصہ دارالحرب ہوگیا ہے۔

۱۳ا کافی میں لکھتے ہیں کہ دارالاسلام سے مراد وہ ملک ہے جس میں امام المسلمین کا حکم جاری ہو اور وہ ملک اس کے قبضہ میں ہو اور دارالحرب سے مراد وہ ہے جس میں اس کے بڑے حاکم جاری ہو اور وہ اس کے تسلط میں ہو۔ اس شہر میں امام المسلمین کا حکم بالکل جاری نہیں بلکہ رؤسار نصاریٰ کا حکم بے کھٹکے جاری ہے اور احکام کفر کے اجراء سے مراد یہ ہے کہ مقدمۂ ملک داری اور رعایا کے بندوبست اور مال تجارت سے ٹیکس و عشر کے یعنی اور چور ڈکیتوں کے انتظام —— اور لڑائی جھگڑے کے فیصلے اور جرائم کی سزا کے معاملہ میں کفار اپنے طور پر حاکم ہوں ہاں اگر بعض احکام اسلام مثلاً جمعہ و عیدین و اذان اور ذبح گائے پر روک ٹوک نہ کریں لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ چیزیں ان کے نزدیک ہدر ہیں۔ اس لئے کہ مساجد کو بلا تکلف منہدم کر دیتے ہیں اور کوئی مسلمان یا ذمی ان کے امان دئے بغیر اس ملک اور اس کے ارد گرد میں نہیں رہ سکتا اپنے نفع کی خاطر آنے والوں سے مسافروں اور تاجروں سے مخالفت نہیں کرتے۔ دوسرے بڑے لوگ مثلاً شجاع الملک اور ولایتی بیگم بغیر ان کے حکم کے ان شہروں میں داخل نہیں ہو سکتے اور اس شہر سے کلکتہ تک نصاریٰ کا عمل دخل پھیلا ہوا ہے مگر دائیں بائیں مثلاً حیدرآباد لکھنؤ ورامپور میں اپنے احکام جاری نہیں کئے ہیں۔ ان شہروں کے مالکوں نوابوں کی فرمانبرداری اور مصالحت کی وجہ سے، اور از روئے احادیث اور صحابہ کرام و خلفائے عظام کی سیرت میں تتبع و تلاش سے یہی سمجھ میں آتا ہے اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ملک بنی یربوع کو مسلمانوں کے اس میں ہونے کے باوجود دارالحرب کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح خلفاء کرام کے عہد میں بھی یہی طریقہ رائج تھا بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فدک و خیبر کو دارالحرب کا حکم دیا حالانکہ مسلمان تاجر بلکہ بعض وہاں کے رہنے والے اور وادی القریٰ میں رہنے والے مشرف باسلام تھے اور فدک و خیبر مدینہ منورہ سے مکمل طور پر ملے ہوئے تھے"۔

۱۴ا تیسرے فرقہ نے اس سے بھی آگے بڑھکر دارالحرب کی یہ تعریف کی ہے کہ اس میں کوئی مسلم یا ذمی امان سابق کیساتھ مامون نہ رہے بعض شعائر اسلام ترک ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں اور شعائر کفر کا

Scanned by CamScanner

اعلان ہوا ہو یا نہ ہوا اور اسی تیسرے قول کو محققین نے ترجیح دی ہے اس تقریر کی بنیاد پر انگریزوں اور ان جیسے لوگوں کی عملداری والا ملک بلاشبہ دارالحرب ہے۔

۱۵ اس فرض کا انکار کرنا جس پر امت کا اتفاق ہے کفر ہے جیسے نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ اور جنابت کا غسل کرنا۔ اسی طرح جس نے ایسے حرام کام کی حرمت کا انکار کیا جس پر اتفاق ہے جیسے شراب کا پینا زنا۔ قتل نفس۔ یتیم کا مال اور سود کھانا۔

۱۶ جس نے ایسے حرام کی حرمت کا انکار کیا جس کی حرمت پر اتفاق ہے یا حرمت میں شک کیا یا شک وانکار دونوں برابر ہے جیسے شراب، زنا، لواطت، سود، یا گمان کیا کہ صغائر وکبائر جائز ہیں یہ کفر ہے

۱۷ ان اصول پر چند فروع مبنی ہیں جو فتاویٰ میں مذکور ہیں یعنی اگر حرام کو حلال جانا پس اگر اس کی حرمت لعینہ ہے (کسی دوسری چیز کی وجہ نہیں) اور دلیل قطعی سے ثابت ہے اس کی تکفیر کی جائے گی۔ ورنہ نہیں بایں طور کہ اس کی حرمت کسی دوسری چیز کی وجہ سے ہو یا دلیل ظنی سے اس کی حرمت کا ثبوت ہو۔ بعض نے حرام وحلال میں لعینہ ولغیرہ کا فرق نہیں کیا چنانچہ کہا کہ جس نے حرام کو حلال جانا جب کہ وہ جانتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں حرام ہے جیسے ذوی المحارم سے نکاح۔ شراب پینا۔ مردار کھانا۔ بہنے والا خون خنزیر کا گوشت بغیر کسی (ایسی) ضرورت کے جس کی بنا پر حرام چیز حلال ہو جاتی ہے۔) حلال سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے۔

۱۸ اس بات کے کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ کہ حرام مجھے زیادہ پسند ہے اس کے جواب میں جو اس سے کہے کہ کھا تو حلال ہے۔ اور اس طرح کہنے سے کافر نہیں ہوگا، کہ مجھے زیادہ مال کی ضرورت ہے حلال وحرام میرے نزدیک برابر ہے۔ اور نہ حرام کو حلال کہنے سے اس کے حلال ہونے کا اعتقاد کئے بغیر۔ پس بازاری آدمی (تاجر) کی اپنی خرید وفروخت کی ترویج کے لئے حرام کو حلال کہنے سے تکفیر نہیں کیجائیگی،

اور اصل بات یہ ہے کہ جو حرام کو حلال اعتقاد کرے پس اگر وہ حرام لغیرہ ہے (یعنی حرمت خود اس کی ذات میں نہیں) جیسے دوسرے کا مال تو وہ کافر نہیں ہوگا اور اگر وہ حرام لعینہ ہے پس اگر

اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہے تو کافر ہو جائے گا ورنہ نہیں ہوگا اور کہا گیا ہے کہ یہ تفصیل عالم کے بارے میں ہے لیکن جاہل حلال حرام لعینہ اور لغیرہ میں فرق نہیں کر سکتا اس کے حق میں تو صرف یہ فرق ہے کہ اگر وہ قطعی ہے تو تکفیر کی جائے گی ورنہ نہیں (یعنی جس حرام کو حلال یا حلال کو حرام اعتقاد کیا ہے اگر اس کی حرمت۔ حلت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے تو تکفیر کیجائیگی ورنہ نہیں)[۱۹] فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ کفر بڑی دخطرناک چیز ہے میں کسی مؤمن کو کافر نہیں کہوں گا جب تک اس کو کافر کہنے کی کوئی روایت موجود ہے۔

۲۰ه اگر مسئلہ میں چند وجوہ تکفیر کی ہوں اور صرف ایک وجہ عدم تکفیر کی ہو تو مفتی کو چاہیئے مومن کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے اس وجہ کو ترجیح دے جو عدم تکفیر کی ہے۔ بزازیہ میں یہ زیادتی ہے کہ، مگر جب کہ ارادۂ کفر کی وضاحت ہو جائے تو اس وقت تاویل فائدہ نہیں دے گی۔

اور تاتار خانیہ" میں ہے کہ احتمال کیساتھ تکفیر نہیں کی جائے گی اسلئے کہ کفر سزا میں انتہاء ہے تو جرم بھی انتہا ہونا چاہیئے اور احتمال کے ساتھ انتہا نہیں ہو سکتی،

۲۱ه اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ و زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو (بیان القرآن) پ۶ھ

فیضانِ حضرت گنگوہی رح

Scanned by CamScanner